سوال

(421) قبروں پر دعا مانگنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ مسند احمد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بقیع میں تشریف لے گئے وہاں جا کر کھڑے ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) پھر واپس چلے آئے۔ (موطا للامام مالک کتاب الجنائز جامع الجنائز حدیث الباب (٥٥) احمد (٦/٩٢) شاکر وصححہ

نیز صحیح مسلم اور مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دوسرے قصے میں مروی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور (٢٢٥٥) (٢٢٥٦) لیکن داعی بوقت دعا قبروں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کرے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز باب النھی عن الجلوس (٢٢٥٥) اور دعا ہی نماز کا لب لباب ہے۔ لہذا دعا بھی قبلہ رخ ہو کر ہی کی جائے۔ امام ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ دعا ہے کہ دعا کرنے والے کے لئے اس جانب متوجہ ہونا مستحب ہے۔ جس جانب کے وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم ص 175)

امام احمد بن حنبل رحمة اللہ علیہ اور امام مالک رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دعا کے وقت قبلہ کی جانب متوجہ ہونا ضروری ہے۔ خواہ دعا کرنے والا ''روضة الرسول'' کے جوار میں کیوں نہ ہو'' یہی مسلک ائمہ شوافع کا بھی ہے جس طرح کہ ''شرح المہذب'' نووی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ جس کی تصریح ''القاعدة الجلیلة'' میں موجود ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر سلام کے وقت بھی توجہ الی القبلہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ دعا میں ضروری ہے البتہ عام حالات میں امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں قبلہ رخ اور غیر غیر قبلہ رخ دونوں طرح دعا کو جائز قرار دیا ہے۔ (صحیح البخاري کتاب الدعوات باب الدعاء غیر مستقبل القبلة (٦٣٤٢) چنانچہ فرماتے ہیں: ''باب الدعاء غیر مستقبل القبلة'' خطبہ جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: ''اللھم حوالینا ولا علینا'' (ایضا کتاب الجمعة باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة (٩٣٣)

سے ان کا استدلال ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: «ووجہ اخذہ من الترجمۃ من جہۃ ان الخطیب من شانہ ان یستدبر القبلۃ وانہ لم ینقل انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دعا فی المرتین استدار وقد تقدم فی الاستسقاء من طریق اسحاق بن ابی طلحۃ عن انس فی ہذہ القصۃ فی آخرہ ''ولم یزکر انہ حول ردائہ ولا استقبل القبلۃ» ''(فتح الباری11/143)

اور دوسری تبویب یوں ہے کہ ''باب الدعاء مستقبل القبلۃ'' (باب الدعاء مستقبل القبلۃ (٦٣٤٣) پھر ''حدیث الاستسقاء'' کے الفاظ سے استدلال ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«فاشار کعادتہ الی ما ورد فی بعض الحدیث وقد مضیٰ فی الاستسقاء من ہذا الوجہ بلفظ: وانہ لما اراد ان یدعوا استقبل القبلۃ وحول رداءہ»

اس بارے میں متعدد حدیث وارد ہیں۔ جن میں قبلہ رخ کا تعین ہے صاحب ''فتح الباری'' نے ان کی نشاندہی کی ہے۔ پھر بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ زی النجادین کی قبر پر دیکھا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«فلما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعا یدیہ» (اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ)

یعنی ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ زی النجادین کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نےاپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص725

محدث فتویٰ